OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

مولانامودودی کے فقہی نظریات کامطالعہ
A Study of *Maulana Maududi's* Jurisprudential Concepts

Dr. Hafiz Muhammad Abrar Awan
Ph.D. (Islamic Studies) Sheikh Zayed Islamic Center, University of the Punjab, Lahore
Hafiz Muhammad Imran
Doctoral Candidate Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore
Dr. Saima Munir
Ph.D. (Islamic Studies) University of Sargodha, Sargodha

Abstract
The twentieth century is the period of awakening of consciousness and revival of Islam. Therefore, this is the period of revival and evolution of Islamic movements. After the imperialist domination of British imperialism in the subcontinent, like other spheres of life of the Muslim Ummah, there were changes in jurisprudential and legal thought. Maulana Maududi was one of the most influential Islamic thinkers of the twentieth century. His thoughts, ideas and writings have had a profound effect on the evolution of Islamic movements around the world, Thoughts changed. Maulana Maududi has a moderate view of jurisprudence .In this article presents an analytical study of Maulana Maududi's concept of Jurisprudence.

Keywords: Quran Majeed, Jurisprudence, mainstream scholars, Islamic thinkers

بیسویں صدی میں دین کی کوششوں سے متعلق ایک بڑا نام مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی (1903ء-1979ء) کا ہے۔ مولانا مودودی بیسویں صدی کے موثر ترین اسلامی مفکرین میں سے ایک تھے۔ ان کی فکر، سوچ اور ان کی تصانیف نے پوری دنیا کی

CC BY

اسلامی تحریکوں کے ارتقاء پر گہرا اثر ڈالا ہے۔ وہ کسی اہم بات، کسی بھی حقیقت، اور کسی بھی معاملے کے لیے کوئی رائے، تصور اور نظریہ قائم نہیں کرتے جب تک کہ اس کے بارے میں اچھی طرح تحقیق نہ کرلیں۔ انہوں نے نہ صرف مغربی فکر و تہذیب سے مرعوبیت کو ختم کرنے میں نہایت اہم رول ادا کیا، بلکہ مغربی دانش وروں کے اعتراضات کی تردید کی اور عقلی و منطقی دلائل سے ان کا زبر دست مقابلہ کیا۔ وہ ان چند اسلامی مفکرین میں سے ہیں جنھوں نے برطانوی استعمار کے مذموم مقاصد اور مغربی فکر و فلسفہ کا نہ صرف صحیح ادراک کیا، بلکہ اس کے تدارک لیے فکری جہاد بھی کیا۔ ان کی فکر ابتدا ہی سے دفاعی نہیں، بلکہ اقدامی نوعیت کی تھی اور ان کے افکار میں مرعوبیت اور معذرت پسندانہ لہجہ کا شائبہ تک نہیں تھا۔ ماضی میں امام غزالیؒ، علامہ ابن تیمیہؒ اور شاہ ولی اللہؒ کی طرح وقت کے سوالات کا اسلام کی روشنی میں جواب دیا اور اپنی تحریروں کے ذریعہ فکر اسلامی کی توضیح و تشریح کی۔ انھوں نے جہاں مغربی فکر و تہذیب کا طلسم توڑا وہیں ان دانش وروں پر بھی زبردست فکری حملہ کیا جو اسلام اور اس کی تہذیب کو ماضی کا قصہ اور فرسودہ تصور کرتے تھے۔ وہ بیسویں صدی کے ایک ایسے مفکر تھے جس نے اسلام کو نہایت پرزور اور مدلّل انداز میں دنیائے انسانیت کے لیے متبادل قرار دیا اور اسلام کو زندگی کے تمام شعبوں کے لیے قابلِ عمل ٹھہرایا۔ انھوں نے قرآن و حدیث اور اجتہاد میں ترتیب قائم کر کے ان کی اہمیت و افادیت بیان کی، نیز مسلمانوں میں فکر اسلامی کے احیاء کی تحریک پیدا کی۔

مولانا مودودی کی جماعت اسلامی ہند کے دفعہ چار (۴) میں جماعت اسلامی کے نصب العین کی تشریح اس طرح کی گئی ہے کہ اقامت دین میں لفظ دین سے مراد وہ دین حق ہے، جسے اللہ رب العالمین نے بذریعہ انبیا مختلف زمانوں اور اوقات کار میں دنیا کے مختلف علاقوں میں بھیجتا رہا اور جس کی تکمیل اور اختتام اپنے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کے ذریعے نازل کیا اور اسی کا نام دین اسلام ہے۔ یہ دین انسانی زندگی کے تمام ظاہر و باطن اور اس کی زندگی کے تمام انفرادی و اجتماعی گوشہ ہائے زندگی میں محیط ہے۔ عقائد، عبادات، اخلاقیات، معاملات، معیشت، معاشرت اور سیاست تک انسانی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جو اس دائرے سے خارج ہو۔ یہ دین جس طرح رضاے الٰہی اور فلاحِ دنیا و آخرت کا ضامن ہے اسی طرح انسانی معاشرے کی تعمیر اسی کے ذریعے ممکن ہے۔ اس دین کی اقامت کا مطلب یہ ہے کہ کہ کسی بھی تفریق و تقسیم کے بغیر اس پورے دین کی مخلصانہ پیروی کی جائے تاکہ فرد کا ارتقا معاشرے کی تعمیر اور ریاست کی تشکیل سب کچھ اسی دین کے مطابق ہو۔ 1 اس نصب العین کے حصول کے لئے دستور جماعت دفعہ نمبر ۵ میں جو طریقہ کار واضح کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ جماعت اپنے تمام کاموں میں اخلاقی حدود کی پابند ہو گی اور کبھی ایسے طریقے یا ذرائع استعمال نہیں کرے گی جو صداقت و دیانت کے خلاف ہوں یا جن سے فرقہ ورانہ منافرت، معاشرتی انتشار، طبقاتی کشمکش اور فساد فی الارض رونما ہو۔ جماعت اپنے نصب العین کے حصول کے لیے تعمیری اور پرامن طریقے اختیار کرے گی۔ یعنی وہ تبلیغ و تلقین اور اشاعتِ افکار کے ذریعے ذہنوں اور سیرتوں کی اصلاح کرے گی اور اسی طرح ملک کی اجتماعی زندگی میں مطلوبہ انقلاب لانے کے لئے رائے عامہ کی تربیت کرے گی۔ 2 دین کا قیام زندگی کے تمام گوشوں میں اسے جاری و ساری کرنے کا کام بزور طاقت یا زبردستی کے ذریعے انجام نہیں پائے گا بلکہ لوگوں کی ذہن سازی یا رائے عامہ کی تربیت کے ذریعے انجام پائے گا۔ یہ باتیں اجتماعی مشاورت اور گہرے احساس ذمہ داری کے ساتھ جماعت کے دستور سے بھی واضح ہیں اور ساتھ ہی مولانا مودودی کے افکار میں بھی بڑی وضاحت کے ساتھ ان باتوں کا اعادہ ملتا ہے۔

برصغیر میں برطانوی سامراج کے سامراجی تسلط کے بعد امت مسلمہ کی زندگی کے دیگر شعبہ جات کی طرح فقہی اور قانونی فکر میں بھی تغیرات آئے۔ برطانیہ عظمیٰ کے عالمگیر تسلط سے پورا عالم اسلام متاثر ہوا، اس دور زوال میں عالم اسلام کی فقہی اور قانونی فکر میں تغیرات آئے۔

فقہ اسلامی کا پس منظر

امام غزالیؒ نے فقہ کے معنی فہم اور تدبر اور دین میں بصیرت کے بیان کیے ہیں۔3 علم فقہ یا فقہ سے مراد مجموعہ احکام اور اصول فقہ سے مراد احکام کے استنباط واستفادہ کے قواعد ہیں۔4 علامہ راغب الاصفہانیؒ فرماتے ہیں کہ: "مشاہدات کے ذریعے مغیبات کا علم حاصل کرنا فقہ ہے اور اس اعتبار سے فقہ کا لفظ علم کی بہ نسبت خاص ہے۔ بالفاظ دیگر فقہ احکام شریعت کے جاننے کا نام ہے"5 تاریخ کے ادوار سے معلوم ہوتا ہے کہ مجموعی طور پر فقہ کی جمع وتدوین کا آغاز شاید امام ابویوسفؒ نے کیا تھا، جیسا کہ ابن الندیم کی کتاب الفہرست میں لکھا ہوا ہے کہ امام ابویوسفؒ کی کتاب ضائع ہوگئی، بہر کیف امام شافعیؒ (م:۸۱۹ء) کا رسالہ ہم تک پہنچا ہے۔ بدین وجہ انہیں کو اصولیین کا امام کہا جاسکتا ہے۔ یہ رسالہ امام شافعیؒ کے شاگرد الربیع المرادی نے روایت کیا ہے۔6

برصغیر پاک وہند میں محمود غزنوی (م:۱۰۳۰ء) نے علم فقہ پر پہلی کتاب لکھی جس کا نام تھا "کتاب التفرید فی الفروع" اس میں انہوں نے فقہ شافعیؒ کے مطابق احکام ومسائل کو بیان کیا۔7 اس کے علاوہ برصغیر میں جس طرف زیادہ توجہ دی گئی وہ فتاویٰ کی تدوین ہے۔ جن میں فتاویٰ عالمگیری کو نمایاں مقام حاصل ہوا۔8 اس کے علاوہ مستقل کتابیں بھی فقہ کے موضوع پر ملتی ہیں جن میں آٹھویں صدی ہجری کے فقیہ شیخ عمر بن اسحق غزنوی (م:۱۳۷۷ء) جو شیخ سراج الدین ہندی کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کی کتابیں زبدۃ الاحکام فی اختلاف آئمۃ الاعلام، عدۃ الناسک فی المناسک الشامل الفقہ۔9

مولانا مناظر احسن گیلانیؒ بیسویں صدی میں برصغیر کی حالت کے متعلق فرماتے ہیں کہ: "برصغیر پاک وہند میں برطانوی راج نے اپنے مفاد کے لئے جو سیاسی قانونی اور تعلیمی نظام رائج کیا۔ اس نے یہاں کے عام باشندوں خاص طور پر مسلمانوں کو اخلاقی اور روحانی اقدار سے بہت پیچھے دھکیل دیا۔ جس کا مظاہرہ یہ تھا کہ اسلامی قانون کو پرسنل امور تک محدود کردیا گیا۔"10

قدرت کاملہ کا یہ نظام ہے کہ اسلام کو جب بھی دبانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس سے بڑھ کر یہ ابھرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ چنانچہ برصغیر کے ان معروضی حالات میں اہل بصیرت علماء اور دانشوروں نے فقہ اسلامی کی طرف متوجہ ہونے اور مسلمانوں کو اس طرف متوجہ کرنے کی سعی وکوشش کی ہے۔ اس سلسلہ میں شاعر مشرق علامہ محمد اقبالؒ اور سید سلمان ندویؒ کے روابط تاریخ کا حصہ ہیں، علامہ محمد اقبالؒ مارچ ۱۹۲۶ء کو سید سلمان ندویؒ کو لکھتے ہیں کہ: "اس وقت سخت ضرورت اس بات کی ہے کہ فقہ کی ایک مفصل تاریخ لکھی جائے"11

مذکورہ عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل فکر ونظر اس زمانے میں مضطرب تھے کہ فقہ اسلامی کی تشکیل جدید ہونی چاہیے۔ تاکہ مسلمانوں کے مسائل اسلامی فقہ کی روشنی میں حل کیے جاسکیں اور اجتہاد کے ذریعے اسلام کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جائے۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ: "دور جدید کے تمام عمرانی علوم (Social Sciences) کے مطالعہ کی روشنی میں اسلام کی اجتماعی عمرانی اصول واحکام یا بالفاظ دیگر اسلام کے اجتماعی نظم کی توضیح وتشریح کی جائے"12

برصغیر میں فقہ پر کام کا آغاز تو پہلے ہو چکا تھا۔ محمود غزنویؒ ایک مجاہد حکمران ہی نہیں بلکہ ایک اچھا عالم بھی تھا۔ غالباً یہ پہلا فرد تھا جس نے ہندوستان میں علم فقہ پر پہلی کتاب "التفرید فی الفروع" لکھی۔13

ان کے علاوہ برصغیر کے اندر علم فقہ پر بنیادی کام شاہ ولی اللہؒ نے کیا۔14

فقہ انسانی فطرت کا تقاضا ہے

امام سرخسیؒ فرماتے ہیں:"صحابہ وتابعین وصالحین اور آئمہ دین کا مسلک ہے کہ رائے کے ذریعے ان اصول پر قیاس کرنا جن کے احکام نص سے ثابت ہوں تاکہ نص کا حکم فروع پر غیر مخصوص مسئلے پر نافذ کر دیا جائے جائز ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جاتی ہے اور یہ شرعی احکام کے مآخذ میں سے ایک مآخذ ہے لیکن قیاس ورائے میں ابتدائی حکم کے اثبات کی صلاحیت موجود نہیں"15 مولانا اشرف علی تھانویؒ عقل کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:"نقلاً اور عقلاً وعرفاً ہر طرح مسلم ہے ۔حقیقت اس کی یہ ہے کہ ایک چیز کا صریح حکم پا کر دوسری ایسی چیز کے لئے بھی وہ حکم ثابت مان لیں جس کے لئے صریح حکم موجود نہ ہو لیکن وہ اس چیز کے مشابہ ہو جس کا حکم صریح موجود ہے۔یہ ماہیت ہے"16 امام السیوطی کے حوالے سے مولانا مناظر احسن گیلانی فرماتے ہیں کہ:" فقہ ایک عقلی علم ہے ۔جو منقول(یعنی وحی نبوت کی معلومات) سے حاصل کیا گیا ہے۔"17 مزید فرماتے ہیں "تفقہ یا اجتہاد اس کے ذریعے سے دین میں کسی چیز کا اضافہ نہیں ہوتا بلکہ ان ہی چیزوں کا ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے جن پر نصوص یعنی وحی و نبوت کی معلومات پر مشتمل ہیں۔"18

فقہی مذہب کا اختلاف باعث رحمت ہے

یہ بات درست ہے کہ فقہی اختلاف عین فطری تقاضا ہے اور کائنات کا حسن بھی اسی میں ہے جس طرح آپ ﷺ کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ "امت کا اختلاف باعث رحمت ہے"۔اسی طرح فقہ کا جو اختلاف پایا جاتا ہے اس تمام دائرہ ہائے کار کا تعلق باعث رحمت ہے۔مفتی محمد شفیعؒ بے اعتدالی اور انتہاپسندی کو تمام خرابیوں کی جڑ قرار دیتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ:"اگر غور کیا جائے تو دین ودنیا کی تمام خرابیاں، جرائم اور معاشی اور بدخلقی سب ایک لفظ بے اعتدالی کی شرح اور اس کے مختلف شعبے ہیں اور ہر زمانے میں اصلاح کرنے والوں کا کام اسی بے اعتدالی کا علاج کرنا ہے۔جس طرح طب انسانی میں بے اعتدالی کا نام مرض ہے اور مزاج کے اعتدال کی اصلاح علاج ہے، ٹھیک اسی طرح طب روحانی(دین وشریعت) میں بھی یہی اصول رائج ہے۔"19

شاہ ولی اللہؒ نے اختلاف سلاسل کے معاملے میں انصاف اور اعتدال سے کام لیا۔ چنانچہ وہ تفہیمات الٰہیہ میں لکھتے ہیں:"میرے ذہن میں ایک خیال ڈالا گیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کے مذہب امت میں سب سے زیادہ مشہور ہیں۔سب سے زیادہ پیرو بھی ان کے پائے جاتے ہیں اور تصنیفات بھی ان مذاہب کی زیادہ ہیں۔اس وقت جو امر حق ملاء اعلیٰ کے علوم سے مطابقت رکھتا ہے وہ یہ ہے کہ دونوں کو ایک مذہب کی طرح کر دیا جائے۔جو کچھ ان کے موافق ہو اس کو رکھا جائے اور جس کی کچھ اصل نہ ہو اس کو ساقط کر دیا جائے۔پھر جو چیزیں تنقید کے بعد ثابت نکلیں، اگر وہ دونوں میں متفق علیہ ہوں تو مسئلہ میں دونوں قول تسلیم کئے جائیں۔"20

مولانا مودودی کے فقہی تصورات

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کی فکر کی ایک اہم خصوصیت فقہی مسائل میں اعتدال ہے۔قدیم مسائل میں وہ تعبیر و تشریح کے اختلاف کو نہ صرف روا رکھتے ہیں بلکہ لوگوں کو تحمل اور برداشت اور کشادہ دلی کا مشورہ دیتے ہیں۔ تفہیم القرآن میں وہ تمام فقہی مسائل کی آراء بلا تعصب نقل کرتے ہیں۔21 ایسا صرف مولانا مودودی نے نہیں کہا بلکہ برصغیر کے علماء میں سے چند مفکرین کے طرز عمل کا تسلسل تھا۔

بر اعظم پاک و ہند کے حنفی علماء، مولانا عبد الحیی لکھنویؒ (م:۱۸۶۶ء) علامہ انور شاہ کشمیریؒ (م:۱۹۳۴ء) مولانا اشرف علی تھانویؒ (م:۱۹۴۳ء) وغیرہ نے دلیل کی قوت کی بنا پر یا مصلحت عامہ کے پیش نظر بعض مسائل حنفی مذہب کو ترک کرکے مالکی اور شافعی یا حنبلی مذہب کے مطابق فتویٰ دیا ہے یا اپنی ترجیحی رائے کا اظہار کیا ہے۔22؎ مولانا مودودی فقہا کے متعلق فرماتے ہیں :امام ابو حنیفہ کی فقہ میں آپ بہ کثرت ایسے مسائل دیکھتے ہیں جو مرسل اور معضل اور منقطع احادیث پر مبنی ہیں یا جن میں ایک قوی الاسناد حدیث کو چھوڑ کر ایک ضعیف الاسناد کو قبول کیا گیا ہے۔ یا جن میں احادیث کچھ کہتی ہیں اور امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کچھ کہتے ہیں، یہی حال امام مالک کا ہے۔ امام شافعی کا حال بھی اس سے کچھ زیادہ مختلف نہیں۔23؎ مولانا مودودی کا عصر حاضر کے متعلق فقہ کا تصور یہ ہے کہ جدید فقہی مسائل میں بالخصوص اقتصادی اور طبی معاملات میں امت مسلمہ کی رہنمائی کا کام عصر حاضر کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے کیا جائے:" ہر لمحہ بدلتی ہوئی دنیا میں جو عالم دین اور مفتی علوم دینیہ پر مہارت کے باوجود اگر عصر حاضر کے بہتر شعور سے محروم رہے گا تو اس سے جدید فقہی مسائل میں بالخصوص اقتصادی اور طبی معاملات میں امت مسلمہ کی رہنمائی کا کام احسن انداز سے ممکن نہیں ہو گا۔"24؎ ایک فقہی و قانونی اسلام ہے اور ایک حقیقی اسلام ۔ فقہی اسلام میں آدمی کے قلب کا حال نہیں دیکھا جاتا لیکن اخروی نجات، مومن قرار دیا جانا اور خدا کے مقبول بندوں میں شمار ہونا اس ایمان پر مبنی نہیں بلکہ وہاں حقیقی اسلام یعنی اصل جز ایمان قلبی اقرار اور اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دینے کو دیکھا جائے گا۔"25؎ چاروں فقہاء کی فقہی حیثیت کے متعلق مولانا مودودی فرماتے ہیں:" چاروں فقہوں کا برحق ماننا کسی نص کے ماتحت نہیں ہے، بلکہ اس بنا پر ہے کہ یہ چاروں فقہی مذاہب کتاب و سنت سے استنباط کرنے میں ان اصولوں کو اختیار کرتے ہیں جن کے لئے شریعت میں گنجائش اور بنیاد موجود ہیں۔ چاہے جزئی امور میں ان کے درمیان کتنا ہی اختلاف ہو، اور جزئی امور میں ان سے اختلاف کرنے کے لئے کسی کے پاس کتنے ہی معقول وجوہ موجود ہوں، لیکن اصولاً استنباط احکام کے وہی طریقے ان مذاہب میں استعمال کئے گئے ہیں جو کتاب و سنت سے ثابت ہیں اور جن سے خود صحابہ کرامؓ نے استنباط مسائل میں کام لیا تھا۔"26؎

ائمہ فقہ کے درمیان ترجیح سے متعلق مولانا کی رائے ہے کہ یہ کسی کی بصیرت پر مبنی ہو سکتی ہے جس طرح عدالت کا فیصلہ دلائل کی روشنی میں ہونے کے باوجود بعض اوقات غلط ہوتا ہے اور بعض اوقات صحیح یہی حالت فقہاء کے اخذ کردہ مسائل کی بھی ہے۔ اسناد حدیث اور تفقہ مجتہد میں سے کسی کو کسی پر مطلقاً تفوق نہیں دیا جا سکتا۔ اسناد حدیث اس بات کی ایک شہادت ہے کہ جو روایت نبی کریم ﷺ سے ہم کو پہنچ رہی ہے، وہ کہاں تک قابل اعتبار ہے۔ اور تفقہ مجتہد ایک ایسے شخص کی فیصلہ کن رائے (Judgment) ہے جو کتاب وسنت میں گہری بصیرت رکھنے کے بعد ایک رپورٹ کے متعلق اندازہ کرتا ہے کہ وہ کہاں تک قابل قبول ہے اور کہاں تک نہیں، آیا اس رپورٹ سے جو معنی اخذ ہوتے ہیں وہ نظام شریعت میں کہاں تک نصب (Fit) ہو سکتے ہیں اور کہاں تک غیر متناسب (Unfit) ثابت ہوتے ہیں۔ یہ دونوں چیزیں اپنی اپنی الگ الگ حیثیت رکھتی ہیں، جس طرح عدالت میں شہادتیں اور جج کا فیصلہ دونوں کی الگ حیثیت ہے۔ یعنی نہ مطلقاً یہ کہا جا سکتا ہے کہ جج کا فیصلہ شہادتوں پر بر حال مقدم ہے اور نہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ شہادتیں ضرور جج کے فیصلہ پر مقدم ہوتی ہیں، اسی طرح محدث کی شہادت اور فقیہ کی اجتہادی تحقیق دونوں میں کسی کو بھی مطلقاً دوسرے پر ترجیح نہیں دی جا سکتی۔27؎

مجتہد سے خطا

مولانا مودودی کا خیال ہے کہ مجتہد سے خطا دو صورتوں میں ممکن ہوتی ہے۔
۱۔ تفقہ کامل کا نہ ہونا۔
۲۔ حدیث کی اسناد کی صحت وعدم صحت کی بناپر۔
تفقہ مجتہد میں بھی خطا کا امکان ہے اور اسناد حدیث میں بھی۔ پس میرے نزدیک لازم ہے کہ ایک ذی علم آدمی مجتہدین کے اجتہادات اور احادیث کی روایات دونوں میں نظر کر کے حکم شرعی کی تحقیق کرے۔ رہے وہ لوگ جو حکم شرعی کی خود تحقیق نہیں کر سکتے تو ان کے لئے یہ بھی صحیح ہے کہ کسی عالم کے اوپر اعتماد کریں اور یہ بھی صحیح ہے کہ جو مستند حدیث مل جائے اس پر عمل کریں۔۔ ایک آدمی بیک وقت محدث اور فقیہ ہو سکتا ہے اور ایسا شخص نرے محدث یا نرے فقیہ کے مقابلے میں اصولاً قابل ترجیح ہے۔ لیکن میرا یہ جواب صرف اصولی حیثیت سے ہے۔ کسی شخص خاص پر اس کا انطباق کرنے میں لازماً یہ دیکھنا پڑے گا کہ آیا تفقہ میں اس کا وہی مرتبہ ہے جو حفظ حدیث میں ہے۔28؎
مولانا کے نزدیک درایت سے مراد قرآن مجید میں موجود حکمت ہے اور اگر کوئی حکمت کے مرتبہ کو پالینے کے بعد بھی مقلد رہتا ہے تو وہ گناہگار ہو گا۔
"درایت سے مراد وہ فہم دین ہے جس کو قرآن مجید میں "حکمت" سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہ حکمت شریعت کی صحیح پیروی کیلئے وہی درجہ رکھتی ہے جو درجہ "حذاقت" کا فن طب میں ہے۔ جن لوگوں نے اس میں سے کم حصہ پایا ہو یا جنہیں اس کی قدر و قیمت کا احساس نہ ہو ان کیلئے تو یہی مناسب ہے کہ جیسا لکھا پائیں ویسا ہی عمل کریں۔ لیکن جنہیں اس میں سے کچھ حصہ ملا ہو وہ اگر اس بصیرت سے جو انہیں اللہ کے فضل سے کتاب و سنت میں حاصل ہوئی ہو، کام نہ لیں تو میرے نزدیک گناہ گار ہوں گے۔"29؎
مولانا مودودی درایت میں غلطی کے امکان کی حیثیت سے متعلق فرماتے ہیں کہ درایت میں غلطی کا امکان اتنا ہی ہے جتنا ایک حدیث کے صحت اور ضعف میں ہوتا ہے، کہ ہم اس کی بنیاد پر فیصلہ کرتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف۔ اگر کوئی اس تعیین میں غلطی کرتا ہے تو وہ ویسا ہی مجرم ہو گا جیسا درایت میں غلطی کرنے والا۔" اس سے متعلق صرف اتنا اور کہہ سکتا ہوں کہ بلاشبہ درایت کے استعمال میں خطا کا امکان ہے، لیکن ایسا ہی امکان کسی حدیث کو صحیح اور کسی کو ضعیف اور کسی کو موضوع قرار دینے میں بھی ہے۔ اگر کوئی مسلمان درایت کے استعمال میں غلطی کر کے مجرم ہو جاتا ہے تو وہ احادیث کے مرتبہ کا تعین کرنے میں غلطی کر کے بھی ویسا ہی مجرم ہو گا۔ حالانکہ شریعت انسان کی استعداد اور اس کی ممکنات کی حد تک ہی بار ڈالتی ہے اور اسی حد تک اسے مسؤل قرار دیتی ہے۔"30؎

فقہ اسلامی اور دستور اسلامی

قیام پاکستان کے بعد مولانا مودودی نے دستور پاکستان کو فقہ اسلامی پر تدریج کی تائید کی اور اسی ضمن میں کہتے ہیں "لادین پاکستان کو مسلمان کرنے کے لئے اولاً اللہ تعالیٰ کی حاکیت کو تسلیم کر لیا جائے پھر پارلیمانی سیاست کو بھی رفتہ رفتہ انہوں نے قبول کر لیا جس کی وہ قیام پاکستان سے قبل مخالفت کرتے آئے تھے۔ البتہ اس نقص کو وہ تسلیم کرتے ہیں کہ فقہ اسلامی دستوری قانون، بین الاقوامی قانون اور قانون فوجداری سے الگ الگ بحث نہیں کرتا۔ اس مسئلہ کے حل کے لئے ایک "فقہ اکیڈمی" کا

قیام ضروری ہے ۔شریعت اسلامیہ میں کاسالیسوں یعنی وکلاء کی کوئی گنجائش نہیں ۔اینگلو محمڈن لاء کا مسترد شدہ "مختاری نظام" اسلامی تصور عدل کے قریب ہے اس کا از سر نو ہونا چاہیے۔"[31]

تعبیر احکام

مولانا مودودی کے نزدیک سب سے پہلے ٹھیک ٹھیک معلوم کیا جائے کہ حکم فی الواقع ہے کیا؟ پھر اس کی منشا اور مفہوم متعین کیا جائے اور یہ تحقیق کی جائے کہ یہ حکم کن حالات و واقعات کے لئے ہے۔ پھر عملاً پیش آنے والے مسائل پر ان کے انطباق کی صورتیں اور مجمل احکام کی جزئی تفصیلات طے کی جائیں۔ان سب امور کے ساتھ یہ بھی مشخص کیا جائے کہ استثنائی حالات و واقعات میں ان احکام و قواعد سے ہٹ کر کام کرنے کی گنجائش کہاں تک ہے۔[32]

قیاس

مولانا مودودی کے نزدیک یہ وہ معاملات ہیں جن کے بارے میں شریعت میں کوئی حکم موجود نہیں۔اس دائرہ میں قانون سازی کے لئے یہ ضروری ہو گا کہ شرعی احکام کی علتوں کو ٹھیک ٹھیک سمجھتے ہوئے ان معاملات کو نمٹایا جائے۔وہ تمام معاملات اس سے مستثنیٰ ہوں گے جن میں درحقیقت وہ علتیں نہ پائی جاتی ہوں۔[33]

استنباط

مولانا مودودی کے نزدیک ایسے معاملات جن میں شریعت نے متعین احکام نہیں دیے البتہ ان میں کچھ جامع اصول ہوتے ہیں جن سے شارع کا منشاء ظاہر ہوتا ہے کہ پسندیدہ کیا ہے اور ناپسندیدہ کیا۔ایسے معاملات کو قانون سازی میں شریعت کے اصولوں اور شارع کی منشاء کو سمجھنا ضروری ہے۔[34]

اجتہاد

مولانا مودودی کے نزدیک قانون سازی کا یہ سارا عمل جو اسلام کے قانونی نظام کو متحرک بناتا اور بدلتے ہوئے زمانے کے حالات کے ساتھ ساتھ اس کی نشو نما دیتا ہے۔ایک خالص علمی تحقیق اور عقلی کاوش ہی کے ذریعے انجام پا سکتا ہے۔اسی کا نام اسلامی اصطلاح میں اجتہاد ہے۔[35]

اجتہاد کا دائرہ کار

مولانا مودودی اجتہاد کے دائرہ کار کے متعلق فرماتے ہیں کہ:"بنیادی اصول جو کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ بیان کرتی ہے ۔اس قانون کی صرف جزئیات و فروعات میں تبدیلی کا حق وقت کے تقاضوں کی روشنی میں مجتہدین کے اجماع و قیاس اور اہل حل اور عقد کے انتظامی اختیارات کی صورت میں انہیں حاصل ہو گا"[36]

اجماع

مولانا مودودی فرماتے ہیں کہ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ کس بات پر اجماع ہے اور کس بات پر اجماع نہیں۔اسلامی شورائی نظام کا قیام ضروری ہے جس قانون پر اجماع امت ہو گیا ہو اس کی پیروی لازم ہے لیکن اختلاف جس امر میں ہے وہ اجماع کا وقوع و ثبوت ہے۔ مولانا مودودی خلافت راشدہ کے دور کی مثال دے کر واضح کرتے ہیں کہ اس زمانے میں اسلامی نظام جماعت قائم تھا اور شوریٰ پر چل رہا تھا اس لئے اس وقت کے اجماعی اور جمہوری فیصلے معتبر روایات سے ثابت ہیں جب نظم جماعت اور شوریٰ

کا طریقہ ختم ہو گیا تو یہ معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ باقی نہ رہا کہ فی الحقیقت اجماع کس چیز پر ہے۔ اس لئے بعد کے دور میں اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ فلاں مسئلے میں اجماع ہے تو محققین۔ اس کے دعوی کو رد کر دیتے ہیں۔ 37

عالمگیر انقلاب

مولانا مودودی عالمگیر انقلاب کے خواہاں ہیں۔ ان کے نزدیک ہر چیز کو بدلنے کی ضرورت ہے۔ اسی ضمن میں وہ رقمطراز ہیں کہ: "جماعت اسلامی کے پیش نظر پورے نظام زندگی کو بدلنا ہے۔ اسے دنیا کے اخلاق، سیاست، تمدن، معیشت اور معاشرت ہر چیز کو بدل ڈالنا ہے۔ دنیا میں جو نظام حیات خدا سے بغاوت پر قائم ہے ہم اسے بدل کر خدا کی اطاعت پر قائم کرنا چاہتے ہیں۔" 38 مولانا مودودی کا یہ نقطہ نظر ہے کہ تبدیلی کے لئے ضروری ہے کہ اسلامی ریاست بذریعہ امامت صالحہ کے ذریعے سے ہی قائم ہو سکتی ہے۔ "پوری انسانیت کا جسم یعنی تمدن پھوڑے کی شکل اختیار کر گیا ہے جو کسی نشتر کا مطالبہ کر رہا ہے۔ فساق و فجار کی قیادت ہی نوع انسانی کے مصائب کی جڑ ہے۔ علم جو انسانیت کا عزیز ترین جوہر ہے انسان کی تباہی کے لئے استعمال ہو رہا ہے۔ اسلام کے نقطہ نظر سے امامت صالحہ کا قیام مرکزی اور مقصدی اہمیت رکھتا ہے۔ مگر یہ جادو کے زور پر نہ ہو گا۔ اور نہ وقتی انقلابی ہیجان خیزی سے بلکہ اصل چیز ذہنی و فکری انقلاب ہے پہلے تعمیری افکار کو حکمت عملی سے پیش کر کے انہیں قابل قبول بنانا پڑتا ہے پھر موئثر تبدیلی آتی ہے۔" 39

مولانا مودودی کے نزدیک ایک فقہی و قانونی اسلام ہے اور ایک حقیقی اسلام۔ فقہی اسلام میں آدمی کے قلب کا حال نہیں دیکھا جاتا لیکن اخروی نجات، مومن قرار دیا جانا اور خدا کے مقبول بندوں میں شمار ہونا اس ایمان پر مبنی نہیں بلکہ وہاں حقیقی اسلام یعنی اصل جز ایمان قلبی اقرار اور اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دینے کو دیکھا جائے گا۔

مولانا مودودی کے نزدیک چاروں فقہوں کا برحق ماننا کسی نص کے ماتحت نہیں ہے، بلکہ اس بنا پر ہے کہ یہ چاروں فقہی مذاہب کتاب و سنت سے استنباط کرنے میں ان اصولوں کو اختیار کرتے ہیں جن کے لئے شریعت میں گنجائش اور بنیاد موجود ہیں۔ چاہے جزئی امور میں ان کے درمیان کتنا ہی اختلاف ہو، اور جزئی امور میں ان سے اختلاف کرنے کے لئے کسی کے پاس کتنے ہی معقول وجوہ موجود ہوں، لیکن اصولاً استنباط احکام کے وہی طریقے ان مذاہب میں استعمال کئے گئے ہیں جو کتاب و سنت سے ثابت ہیں اور جن سے خود صحابہ کرامؓ نے استنباط مسائل میں کام لیا تھا۔

نتیجہ بحث

- بیسویں صدی شعور کی بیداری اور اسلام کے احیاء کی ہے۔ لہذا یہ دور اسلامی تحریکوں کے احیاء اور ارتقاء کا دور ہے۔
- مولانا مودودی کے ہاں فقہی تصورات میں اعتدال پایا جاتا ہے اور وہ فقہاء کی آراء کو عدالت کے دلائل کی روشنی میں جج کے فیصلے کی نوعیت سے تعبیر کرتے ہیں کہ جیسے وہاں غلطی ممکن ہے کہ دلائل درست نہ ہونے کی وجہ سے نتیجہ غلط ہو، ویسے ہی فقہاء کے ہاں بھی حدیث صحیح حسن اور مرفوع سے استدلال ممکن ہے۔ اس اعتبار سے غلطی کا امکان وہاں بھی موجود ہے۔
- مولانا مودودی کے نزدیک ہر لحہ بدلتی ہوئی دنیا میں جو عالم دین اور مفتی علوم دینیہ پر مہارت کے باوجود اگر عصر حاضر کے بہتر شعور سے محروم رہے گا تو اس سے جدید فقہی مسائل میں بالخصوص اقتصادی اور طبی معاملات میں امت مسلمہ کی رہنمائی کا کام احسن انداز سے ممکن نہیں ہو گا۔

- مولانا مودودی درایت میں غلطی کے امکان کی حیثیت سے متعلق فرماتے ہیں کہ درایت میں غلطی کا امکان اتنا ہی ہے جتنا ایک حدیث کے صحت اور ضعف میں ہوتا ہے، کہ ہم اس کی بنیاد پر فیصلہ کرتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف۔ اگر کوئی اس تعیین میں غلطی کرتا ہے تو وہ ویسا ہی مجرم ہوگا جیسا درایت میں غلطی کرنے والا۔

References

[1] Dastor Jamat Islami Hind(Lahore: Islamic Publications,2016) 7.
[2] Dastor Jamat Islami Hind,7.
[3] Abu Hamid Al-Ghazali,Ayha Ulum-ul-Deen(Egept:Dar Ul Nasar1925)1:24.
[4] Abd ul Wahab‹, Ilm Usul-e-Fiqh,(Qahira:dar ul Elm1970)11-12.
[5] Raghib Alasfahani,Al Mufradat Ul Quran(Lahore: Zahid Basheer Printers2007)2:807.
[6] Urdu daira Muarif Punjab(Lahore: Danish Gah1962)14-15.
[7]Muhammad Yousaf Farooqi, Bar-e-Sagher man Hanfi Fiqh ka Irtiqa (Islamabad: International Islamic Uneversity2002)198.
[8] Muhammad Yousaf Farooqi, Bar-e-Sagher man Hanfi Fiqh ka Irtiqa (Islamabad: International Islamic Uneversity2002),199.
[9] Rehman Ali,Tazkira Ulma-e-Hind Pakistan(Karachi:Historical Socity 1961)142.
[10] Manazir Ahsan Gelani,Muqadma Tadveen Fiqh(Lahore : Maktaba Rashedia 1976)15.
[11] Shaikh Atta Ulla,Iqbal Nama(Lahore:Shaikh Muhammad Press2013)1,142-143.
[12] Muhammad Ahmad Khan,Iqbal aur Masla Taleem (Lahore:Iqbal Acadmy)407.
[13] Muhammad Yousaf Farooqi,Bar-e-Sagher man Hanfi Fiqh ka Irtiqa.198.
[14] Manazir Ahsan Gelani,Muqadma Tadveen Fiqh.16.
[15] Shams Ul Deen Ahmad Al Surkhi ,Usol ul surkhi (Baroot:dar ul muarifa 1973)2:118.
[16] Moulana Ashraf Ali Thanvee,Islam aur Aqliat(Lahore:idara Talefat Ashrfia 1977)82.
[17] Manazir Ahsan Gelani,Muqadma Tadveen Fiqh.31
[18] Manazir Ahsan Gelani,Muqadma Tadveen Fiqh.33.
[19] Muhammad Shafi,Jawahir ul Fiqh(Karachi:Maktaba Dar ul Slam 1988)73.
[20] Shah Wali Ullah,al Tafheemat ilahia(Bajnoor:Madeena Press 1936)102.
[21] Dr Khaleel Ul rehman Cheshti,Ahya-e-Deen aur Moulana Moudodi(Lahore :Manshorat2004)24.
[22] Above, 24.
[23] Moulana Abul Ala Moudodi,Tafhemat(Lahore: Islamic Publications 2007)360.
[24] Dr Khaleel Ul rehman Cheshti,Ahya-e-Deen aur Moulana Moudodi.10.
[25] Moulana Abul Ala Moudodi,Haqeeqat Islam(Lahore:Idara Tarjman Ul Quran 1999)92.
[26] Tarjman ul Quran ,Mahnama(Lahore :July ,Octuber1944)20.
[27]Tarjman ul Quran ,Mahnama .22.
[28]Tarjman ul Quran ,Mahnama .22.

[29]Tarjman ul Quran ,Mahnama,22.
[30]Tarjman ul Quran ,Mahnama.33.
[31] Khursheed Ahmad ,Islami Nazria Hayat(Karachi: Jamia Krachi 2006)311-312.
[32]Moulana Abul Ala Moudodi, Islami Riyasat (Lahore:Idara Tarjman Ul Quran 1982)437.
[33] Moulana Abul Ala Moudodi, Islami Riyasat,437.
[34] Moulana Abul Ala Moudodi, Islami Riyasat,437.
[35] Moulana Abul Ala Moudodi, Islami Riyasat,437.
[36] Mustafeez Ahmad Alve,Maghrbi Jamhoriat Haqeeqat Srab(Lahore :Kitab Sray2003)63.
[37] Above ,459.
[38] Moulana Abul Ala Moudodi,Jamat –e- Islami Hikmat Amli (Lahore:Idara Tarjman Ul Quran 1982) 7.
[39] Abdul Kareem Abid,Moulana Moudodi ky Siyasi Afkar(Lahore:Idara Tarjman ul Quran 1985)7-13.